یا اللہ مدد

صلی کلمہ اسلام لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

حق چار یار

# سیرت رحمت للعلمین

## حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

(حصہ اول)

مرتبہ

حافظ عبدالوحید الحنفی
چکوال

اشاعتی سلسلہ نمبر 06

شائع کردہ: کشمیر بک ڈپو سبزی منڈی، تلہ گنگ روڈ چکوال

النور مینجمنٹ چکوال 0334-8706701 0543-421803

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

# فہرست عنوانات


| | |
|---|---|
| سیرت رحمت للعالمین ﷺ | 3 |
| یوم ولادت باسعادت | 3 |
| روز ولادت باسعادت | 4 |
| ولادت و بعثت نبوی ﷺ | 5 |
| اہل تشیع کے نزدیک تاریخ ولادت و وفات | 7 |
| نسب نامہ مبارک | 13 |
| خاندان عبدالمطلب | 14 |
| حضرت عبداللہ | 15 |
| حضرت عبداللہ کی شادی | 16 |
| خاندان ہاشم کی شاخیں | 17 |
| تحقیق نسب نامہ | 17 |
| خاندان قریش | 18 |
| قریش کے خاندان قصی کی شاخیں | 18 |
| خاندان عبدمناف کی شاخیں | 19 |
| سلسلہ نسب پاک | 20 |
| حدیث | 21 |
| رسول اللہ ﷺ کی عمر مبارک | 22 |
| جمال و کمال نبوی اور مقام محبوبیت | 23 |
| دعوت فکر | 29 |


☆☆☆☆

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی


ترتیب وتدوین: حافظ عبدالوحید الحنفی ...... چکوال

ٹائٹل وکمپوزنگ: النور مینجمنٹ، ڈب مارکیٹ چکوال 0334-8706701 / 0543-421803

ناشر: کشمیر بک ڈپو، سبزی منڈی تلہ گنگ روڈ چکوال

# سیرت رحمت للعالمین حضور ﷺ (حصہ اوّل)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ ھَدَانَا اِلٰی طَرِیْقِ اَھْلُ السُّنَّةِ وَ الْجَمَاعَةِ بِفَضْلِهِ الْعَظِیْم۔

وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ سَیِّدِنَا مُحَمَّدِ نِ الَّذِیْ کَانَ عَلٰی خُلُقٍ عَظِیْم۔

وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَخُلَفَائِہِ الرَّاشِدِیْنَ الدَّاعِیْنَ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْم

## سیرت رحمت للعالمین ﷺ

سرور کائنات، رحمت للعالمین، خاتم النبیین، شفیع المذنبین، امام الانبیاء و المرسلین حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی حیات بابرکات کی ایک جھلک پیش خدمت ہے:

عبدالوحید الحنفی حافظ خادم اہلسنت

## یوم ولادت باسعادت

(۱)......ابوجعفر محمد بن علیؓ کہتے ہیں:

ماہ ربیع الاول کی دس شبیں گزریں تھیں کہ دوشنبہ (پیر) کے دن رسول اللہ ﷺ پیدا ہوئے۔

اصحاب فیل اس سے پہلے نصف ماہ محرم میں آ چکے تھے۔ لہٰذا رسول اللہ ﷺ کی ولادت اور واقعہ فیل کے درمیان پچپن (۵۵) شبیں گزر چکی تھیں۔

(طبقات ابن سعد جلد اول ص ۱۴۵)

(۲)......محمد بن عمر کہتے ہیں کہ ابو معشر نجیح المدنی کہا کرتے تھے کہ ماہ ربیع الاول کی دو شبیں گزری تھیں کہ دو شنبہ کے دن رسول اللہ ﷺ پیدا ہوئے۔ (طبقات ابن سعد جلد اول ص ۱۴۵)

(۳)...... محمد بن اسحٰق بن یسار المطلبی المدنی (المولود ۸۵ھ المتوفی ۱۵۱ھ) لکھتے ہیں کہ ابو محمد عبدالملک بن ہشام نے ہم سے بیان کیا۔ انہوں نے کہا زیاد بن عبداللہ البکائی نے محمد بن اسحٰق المطلبی کی روایت سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ کی ولادت باسعادت سوموار کے روز ماہ ربیع الاول کی بارہ راتیں گزرنے کے بعد سن فیل میں ہوئی۔

(سیرت النبی مولفہ ابن ہشام جلد اول ص ۱۴۵)

(۴)......بعض راوی آپ ﷺ کی تاریخ ولادت میں اختلاف رکھتے ہیں اور بعض اسے ماہ ربیع الاول کی سترہ اور بعض کچھ اور بتاتے ہیں۔ لیکن یہ بات اب محقق ہوچکی ہے اور اسی پر جملہ ثقہ و مستند راویوں کا اتفاق ہے کہ آنحضرت ﷺ کی ولادت باسعادت ماہِ ربیع الاول میں ہوئی تھی۔

## روز ولادت باسعادت

(۱)......علامہ حافظ ابن کثیر دمشقی لکھتے ہیں:

رسول اللہ ﷺ کی ولادت باسعادت، جیسا کہ اکثر روایات سے ظاہر ہوتا ہے، دوشنبہ (پیر) کے دن ہوئی تھی۔ (البدایہ والنہایہ مولفہ علامہ ابن کثیر جلد دوم)

(۲) ...... صحیح مسلم میں غیلان بن جریر بن عبداللہ بن معبد الزمانی کی روایت ابی قتادہ کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ دو اعرابیوں نے کسی روز آنحضرت ﷺ سے روز دو شنبہ (پیر) کے اور دنوں کے مقابلے میں درجے کے بارے میں دریافت کیا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا تھا کہ یہ وہ دن ہے، جب میری ولادت ہوئی اور جس روز مجھ پر وحی نازل ہونا شروع ہوئی تھی۔

(بحوالہ البدایہ والنہایہ علامہ ابن کثیر جلد دوم ص ۵۶۳ باب ۸)

## ولادت و بعثت نبوی ﷺ

خادم اہلسنت عبدالوحید الحنفی

حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحبؒ تحریر فرماتے ہیں:

ربیع الاول کا مہینہ وہ مبارک مہینہ ہے جس کو خالق کائنات نے رحمۃ للعالمین خاتم النّبیین حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی ولادت شریفہ کے لئے منتخب فرمایا ہے۔ اس پہلو سے ربیع الاول کو ایک عظیم خصوصیت حاصل ہے۔ اس بات پر تو اتفاق ہے کہ آنحضرت ﷺ کی ولادت کا دن دو شنبہ (سوموار) ہے اور یہی دن حضور ﷺ کی ہجرت، نزول وحی اور وفات کا بھی ہے لیکن تاریخ ولادت میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ قاضی محمد سلیمان صاحب منصور پوریؒ کے نزدیک صحیح تاریخ ولادت ۹ ربیع الاول ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں:

''ہمارے نبی ﷺ موسم بہار میں دو شنبہ کے دن ۹ ربیع الاول ۱ عام

الفیل مطابق ۲۲ اپریل ۵۷۱ء مطابق یکم جیٹھ ۶۲۸ بکرمی کو مکہ معظّمہ میں بعد از صبح صادق وقبل از طلوع نیّر عالم تاب پیدا ہوئے۔ حضور ﷺ اپنے والدین کے اکلوتے بچے تھے۔ والد بزرگوار کا آنحضرت ﷺ کی پیدائش سے پہلے انتقال ہوگیا تھا"۔ الخ (رحمت للعالمین ﷺ جلد اول)

کتاب کے حاشیہ میں قاضی سلیمان صاحبؒ لکھتے ہیں:

تاریخ ولادت میں مورخین نے اختلاف کیا ہے۔ طبری و ابن خلدون نے ۱۲ تاریخ اور ابوالفداء نے ۱۰ لکھی ہے۔ مگر سب کا اتفاق ہے کہ دو شنبہ کا دن ۹ ربیع الاول کے سوا کسی اور تاریخ سے مطابقت نہیں کھاتا۔ اس لئے ۹ ربیع الاول ہی صحیح ہے۔ تاریخ دول العرب والاسلام میں محمد طلعت عرب نے بھی ۹ تاریخ ہی کو صحیح قرار دیا ہے۔

(ا) مشہور مورخ علامہ شبلی نعمانیؒ (متوفی ۱۳۳۲ھ) لکھتے ہیں:

"تاریخ ولادت کے متعلق مصر کے مشہور ہیئت داں عالم محمود پاشا فلکی نے ایک رسالہ لکھا ہے، جس میں انہوں نے دلائل ریاضی سے ثابت کیا ہے کہ آپ ﷺ کی ولادت ۹ ربیع الاول روز دوشنبہ مطابق ۲۰ اپریل ۵۷۱ء میں ہوئی تھی"۔ (سیرت النبی ﷺ حصہ اول)

اور تاریخ ولادت کی طرح تاریخ وفات نبوی میں بھی اختلاف ہے۔

چنانچہ قاضی محمد سلیمان صاحب منصور پوری لکھتے ہیں:

عبدالوحید الحنفی

"وفات پُر آیات چاشت دوشنبہ ۱۲ ربیع الاول ۱۱ھ اور تدفین پیکر اطہر شب چہار شنبہ ۱۴ ربیع الاول ۳۲ گھنٹے بعد از وفات"۔

(رحمۃ للعالمین جلد دوم جدول واقعات عظیم متعلق سیرت نبویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیہ ص ۳۶۷)

اور علامہ شبلی نعمانی تاریخوں اور دنوں کی مفصل چھان بین کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

"وفات نبوی کی صحیح تاریخ ہمارے نزدیک یکم ربیع الاول ۱۱ھ ہے۔ اس حساب میں فقط رویت ہلال کا اعتبار کیا گیا ہے۔ جس پر اسلامی قمری مہینوں کی بنیاد ہے۔ اصول فلکی سے ممکن ہے اس پر خدشات وارد ہو سکتے ہوں"۔ (سیرت النبی جلد دوم ص ۱۷۳ مطبوعہ اعظم گڑھ ۱۳۶۹ھ)

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

## اہل تشیع کے نزدیک تاریخ ولادت و وفات

اہل تشیع کے نزدیک ولادت نبوی کی تاریخ ۱۷ ربیع الاول ہے۔ اور علامہ یعقوب کلینی متوفی ۳۲۹ھ نے اصول کافی کتاب الحجۃ باب مولد النبی میں تاریخ ولادت نبوی ۱۲ ربیع الاول لکھی ہے۔ لیکن شیعہ علماء کے نزدیک انہوں نے بطور تقیہ ۱۲ ربیع الاول لکھی، ورنہ صحیح ۱۷ ربیع الاول ہے۔

چنانچہ مترجم اصول کافی شیعہ ادیب اعظم مولوی ظفر احسن امروہی اس روایت کے تحت لکھتے ہیں:

"علامہ کلینی کے اس بیان سے تاریخ ولادت ۱۲ ربیع الاول معلوم ہوتی

ہے۔ حالانکہ شیعہ علماء کا اس پر اجماع ہے کہ حضور ۱۷ ربیع الاول کو پیدا ہوئے۔ لہٰذا علامہ مجلسی علیہ الرحمۃ نے فرمایا ہے کہ یہ روایت ضعیف ہے، بلاسند لکھی گئی ہے یا بصورت تقیہ لکھا ہے۔ تاریخ وفات (۱۲ ربیع الاول) کی روایت بھی ضعیف ہے۔ اور بنا بر تقیہ لکھی گئی ہے۔ شیعہ علماء کا اتفاق اس پر ہے کہ تاریخ وفات ۲۸ صفر ہے۔

(شافی ترجمہ اصول کافی جلد اول ص۵۴۴ ناشر شمیم بک ڈپو ناظم آباد ۲ کراچی ۱۸)

(۲) علامہ باقر مجلسی لکھتے ہیں:

"علمائے امامیہ کا اس پر اجماع ہو چکا ہے کہ آپؐ کی ولادت باسعادت سترھویں ربیع الاول کو ہوئی اور دوسرے لوگ ۱۲ ربیع الاول جانتے ہیں اور انہی میں سے بعض آٹھ یا دس ربیع الاول کے قائل ہیں اور ان میں سے شاذ و نادر ماہ رمضان میں سمجھتے ہیں۔ اور محمد بن یعقوب کلینیؒ نے کہا ہے کہ حضرت کی ولادت جب ہوئی تو ماہ ربیع الاول کی ۱۲ راتیں گزری تھیں، جمعہ کا دن اور زوال آفتاب کا وقت تھا۔ گویا کلینی نے تاریخ ولادت کے تعین میں تقیہ کیا اور غیروں کے درمیان شہرت کے موافق بیان فرمایا ہے"۔ (حیات القلوب مترجم جلد دوم ص۱۱۲)

اور علامہ باقر مجلسی نے اپنی کتاب "جلاء العیون" میں بھی یہی لکھا ہے۔ (ملاحظہ ہو جلاء العیون مترجم حصہ اول ص۲۷ شیعہ جنرل بک ایجنسی اندرون موچی دروازہ لاہور)

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

(۳) اور شیعہ عالم مولوی نجم الحسن کراروی سابق ناظم اعلیٰ شیعہ مجلس علمائے پاکستان (خطیب پشاور) نے لکھا ہے کہ:

''آپ کی تاریخ ولادت میں اختلاف ہے۔ بعض مسلمان ۲، بعض ۶، بعض ۹ اور بعض ۱۲ ربیع الاول بتاتے ہیں۔ لیکن جمہور علمائے اہل تشیع اور بعض علمائے اہل تسنن ۱۷ ربیع الاول ۱ عام الفیل مطابق ۵۷۰ء کو ترجیح دیتے ہیں اور صحیح سمجھتے ہیں''۔ الخ

**تبصرہ:** ۱۷ ربیع الاول کے متعلق کسی اہل سنت کا قول ہمیں معلوم نہیں۔ علامہ مجلسی نے بھی جو اختلافی تاریخیں لکھی ہیں، ان میں بھی کسی اہل سنت کی طرف ۱۷ ربیع الاول کا قول منسوب نہیں کیا۔ خدا جانے کراروی نے یہ قول کہاں سے اخذ کیا ہے؟

(۲) مورخین کے اقوال سے یہ تو ثابت ہوتا ہے کہ ولادت و وفات نبوی کی تاریخوں میں اختلاف پایا جاتا ہے اور اس قسم کے اختلاف کی گنجائش ہے کیوں کہ دورِ رسالت میں کسی تاریخ کو ضبط نہیں کیا گیا تھا۔ لیکن شیعہ علماء جو اصول کافی کی مندرجہ ۱۲ ربیع الاول کی تاریخ کو علامہ محمد یعقوب کلینی کا تقیہ قرار دیتے ہیں، یہ انتہائی تعجب خیز ہے۔ کیا ان کو اس بات کا خوف تھا کہ اگر انہوں نے ۱۷ ربیع الاول کی تاریخ ولادت لکھی تو ان کی جان خطرے میں پڑ جائے گی۔ حالانکہ انہوں نے اصول کافی میں ائمہ اہل بیت سے

حافظ عبدالوحید الحنفی

تحریف قرآن کی روایتیں بھی درج کی ہیں اور ائمہ کے ایسے فضائل درج کئے ہیں جو صحیح نہیں۔ تو اگر مسئلہ تحریف قرآن اور مسئلہ امامت میں انہوں نے تقیہ نہیں فرمایا تو ولادت نبوی کی تاریخ صحیح کے اظہار میں تقیہ کیا مجبوری پیش آ گئی تھی۔ علاوہ ازیں اسی اصول کافی میں یہ روایت بھی ہے کہ:

''اور حضرت خدیجہؓ سے آپؐ نے جب شادی کی تو آپ کی عمر بیس سال چند ماہ تھی۔ (مشہور روایت پچیس سال ہے) اور بعثت سے قبل بطن جناب خدیجہ سے قاسم و رقیہ و زینب و ام کلثوم پیدا ہوئے۔ (یہ روایت بھی ضعیف ہے۔ یہ تینوں لڑکیاں حضرت کی پروردہ تھیں۔ ہالہ خواہر، خدیجہ کے بطن سے تھیں۔ یہ روایت تقیۃً لکھی گئی) اور بعد بعثت بطن خدیجہ سے طیب و طاہر اور فاطمہؓ پیدا ہوئیں۔ اور طیب و طاہر قبل بعثت پیدا ہوئے تھے''۔ الخ (ایضاً شافی ترجمہ اصول کافی جلد اول ص ۵۴۴)

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

یہاں بھی علامہ یعقوب کلینی نے حضرت خدیجہؓ کے بطن سے آنحضرت ﷺ کی چار صاحبزادیوں کا ذکر کیا ہے۔ لیکن مترجم مولوی ظفر احسن امروہی یہاں بھی قوسین میں لکھتے ہیں کہ یہ قول بھی تقیہ پر مبنی ہے۔ **لَا حَوۡلَ وَ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ**۔ اس سے معلوم ہوا کہ شیعہ علماء کے نزدیک معمولی معمولی باتوں میں بھی تقیہ پر عمل کیا جاتا ہے۔ یہ صرف جان کے خطرہ کے تحت۔ اور یہ بھی معلوم ہو گیا کہ ان کے نزدیک کسی حقیقت کے خلاف بات کہنے یا لکھنے

کا نام تقیہ ہے۔ اگر یہی تقیہ ہے تو پھر شیعہ مذہب کی ہزار ہا روایات جو امام محمد باقرؒ، امام جعفرؒ صادق وغیرہ ائمہ اہل بیت کی طرف منسوب ہیں، ان پر کیوں کر اعتماد ہوسکتا ہے۔ اس تقیہ کی اہمیت ان کے نزدیک اتنی ہے کہ مترجم اصول کافی مولوی ظفر احسن مذکور کہتے ہیں کہ:

''ہمارا عقیدہ ہے کہ تقیہ ضروریات دین سے ہے۔ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ تقیہ میرا اور میرے آباء کا دین ہے۔ اس کا حکم قرآن حکیم میں موجود ہے۔ تقیہ کے معنی یہ ہیں کہ جب کلمہ حق کے خلاف کہے بغیر جان نہ بچتی ہو تو کہہ دے ...... تقیہ ہی وہ سپر ہے جس نے شیعوں کا وجود باقی رکھا ورنہ اپنے دشمنوں کے ہاتھوں یہ کب کے تباہ و برباد اور نیست و نابود ہوگئے ہوتے''۔ الخ (عقائد الشیعہ ص ۱۰۱)

لیکن اصول کافی میں ۱۷ ربیع الاول تاریخ ولادت اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک صاحبزادی حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا لکھنے میں جناب یعقوب کلینی کو جان کا کیوں کر خطرہ لاحق ہوگیا تھا اور یعقوب کلینی کی شخصیت اور ان کی کتاب کافی کے متعلق شیعہ مجتہد مولوی محمد حسین ڈھکو لکھتے ہیں:

''کتب سیر و تواریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ طوائف اسلام کی نگاہ میں قابل وثوق و اعتماد اور لائق ہزار احترام و اکرام شخصیت کے مالک تھے۔ اور ان کا قول و فعل سند سمجھا جاتا تھا۔ اس لئے وہ ثقۃ الاسلام کے

عبدالوحید الحنفی حافظ خادم اہلسنت

جلیل لقب سے یاد کئے جاتے تھے"۔ (مقدمہ شافی ترجمہ اصول کافی ص۴)

اور یہی مجتہد کتاب الکافی کے متعلق لکھتے ہیں:

اصول کافی کتب اربعہ (کافی، من لا یحضرہ الفقیہ، تہذیب الاحکام اور استبصار) میں سے پہلی اور سب سے افضل کتاب ہے۔ جس روز سے یہ لکھی گئی ہے اس روز سے آج تک برابر مرجع فقہاء و محدثین اور ملاذ علمائے عاملین اور روشنی چشم شیعہ بنی رہی ہے۔ اور چند خصوصیات کی بنا پر دیگر کتب حدیث سے ممتاز مقام رکھتی ہے۔ جن میں بعض خصوصیات یہ ہیں:

(ا) یہ کتاب حضرت صاحب الامر امام العصر والزماں عجل اللہ فرجہ (یعنی امام مہدی) کی غیبت صغریٰ اور نواب اربعہ کی موجودگی میں لکھی گئی ہے۔ لہٰذا اگرچہ عندالتحقیق اس کتاب کا امام العصر کی بارگاہ میں پیش ہونا اور آنجناب کا یہ فرمانا کہ **"الکافی کافٍ لشیعتنا"** پایہ ثبوت کو نہیں پہنچ سکا۔ مگر اس کا آنجناب کے مخصوص وکلاء کی موجودگی میں لکھا جانا اور اس حقیقت کا مسلم ہونا کہ یہ کتاب تمام ملت جعفریہ کی دینی فلاح و بہبود اور ان کی رشد و ہدایت کے لئے لکھی جا رہی ہے، جو زمانہ غیبت میں ان کی توجہ کا مرکز بنے گی۔ مگر باوجود اس کی رد میں نہ ناحیہ مقدسہ سے کسی توقیع مبارک کا صادر ہونا اور نہ وکلاء امام کا روکنا ٹوکنا، اس سے کم از کم ان کی رضائے سکوتی تو

خادم اہلسنت عبدالوحید الحنفی

ضرور ہو جاتی ہے۔ اور یہی امر اس کتاب کی وثاقت و جلالت کی قطعی دلیل ہے۔ الخ (ایضاً مقدمہ شافی ص۴)

مولوی محمد حسین ڈھکو مجتہد نے اتنا تو مان لیا کہ کتاب اصول کافی کے متعلق امام مہدی کا کچھ نہ کہنا اس بات کی دلیل ہے کہ آپ اس کتاب سے راضی اور مطمئن تھے۔ ورنہ سفیروں کے ذریعہ آپ اس کی تردید فرما دیتے۔ یہ چار سفیروں میں جن کے ذریعہ امام مہدی اپنی غار سے شیعوں کو احکام پہنچاتے رہتے تھے، لیکن ہمارے پاس مطبع نولکشور لکھنؤ کا مطبوعہ نسخہ اصول کافی کا جو موجود ہے اور جو ۱۳۰۲ھ میں چھپا ہے، اس کے ٹائٹل پر امام مہدی کا یہ ارشاد لکھا ہوا ہے کہ: **"ھذا کاف لشیعتنا"** (یعنی یہ کتاب ہمارے شیعوں کے لئے کافی ہے)۔ یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ یہ کتاب امام مہدی کے پیش خدمت کی گئی تھی اور یہ کتاب ان کی مصدقہ ہے۔ اور اگر کافی کی روایات کو تقیہ پر محمول کیا جائے تو پھر اس کتاب کو کیوں کر اعتماد کیا جا سکتا ہے۔ اصول کافی کے متعلق مزید بحث میری کتاب ''بشارت الدارین'' میں ملاحظہ فرمائیں۔ (مولانا قاضی مظہر حسین صاحبؒ، ماہنامہ حق چار یارؓ لاہور، ج۲ ش اکتوبر ۱۹۷۹ء)

## نسب نامہ مبارک

حضور خاتم النّبیین ﷺ کے نسب نامہ کے متعلق قاضی محمد سلیمان

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

صاحب منصور پوری لکھتے ہیں:

سیدنا محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصّی ہمارے نبی ہیں۔ دادا نے آنحضرت ﷺ کا نام محمد اور ماں نے خواب میں ایک فرشتے سے بشارت پا کر احمد رکھا تھا۔ نبی ﷺ حضرت ابراہیم (خلیل الرحمٰن و ابو الانبیاء) کی اولاد سے ہیں۔ جو ہاجرہ بی بی کے بطن سے ہوئی۔ ہاجرہ بادشاہِ مصر ''رقیوں'' کی بیٹی تھی۔ خدا کے ہاں ان کا ایسا درجہ تھا کہ خدا کے فرشتے ان کے سامنے آیا کرتے اور خدا کے پیغام پہنچایا کرتے تھے۔ الخ (بحوالہ کتاب پیدائش)

حافظ عبدالوحید الحنفی خادم اہل السنت

## خاندان عبدالمطلب

حضرت عبدالمطلب کے دس یا بارہ بیٹے ہوئے۔ ان میں سے حضرت عبداللہ سب سے چھوٹے تھے۔ اور یہی ہمارے نبی کریم ﷺ کے والد ماجد ہوئے۔ حضرت عبدالمطلب کی چھ بیٹیاں تھیں۔

گیارہ بیٹوں کے نام یہ ہیں:

(۱) ابولہب (موت تک کفر پر رہے)، (۲) ابوطالب، (۳) حارث، (۴) حضرت عباسؓ (مسلمان ہوگئے)، (۵) حضرت حمزہؓ (مسلمان ہوگئے)، (٦) قثم، (۷) زبیر، (۸) عبدالکعبہ، (۹) حجل مغیرہ، (۱۰) ضرار،

(۱۱) عیداق

آپ ﷺ کی چھ پھوپھیوں کے نام یہ ہیں:

(۱) حضرت صفیہؓ (مسلمان ہوگئیں)، (۲) عاتکہ، (۳) اروی، (۴) اُمّ حکیم، (۵) برہ، (۶) امیمہ

ان میں سے حضرت حمزہؓ اور حضرت عباسؓ اور حضرت صفیہؓ نے اِسلام قبول کیا۔

## حضرت عبداللہ

خادم اہلسنّت حافظ عبدالرحید الحنفی

عبدالمطلب نے منت مانی تھی کہ دس بیٹوں کو اپنے سامنے جوان دیکھ لیں گے تو ایک کو اللہ کی راہ میں قربان کردیں گے۔ اللہ نے یہ آرزو پوری کی۔ دسوں بیٹوں کو لے کر کعبہ میں آئے اور پجاری سے کہا کہ ان دسوں پر قرعہ ڈالو، دیکھو کس کے نام پر نکلتا ہے؟ اتفاق سے عبداللہ کا نام نکلا۔

یہ ان کو لے کر قربان گاہ کو چلے۔ عبداللہ کی بہن جو ساتھ تھیں، رونے لگیں اور کہا کہ ان کے بدلے دس اونٹ قربانی کیجیے۔ ان کو چھوڑ دیجیے۔

عبداللہ نے پجاری سے کہا کہ عبداللہ پر اور دس اونٹوں پر قرعہ ڈالو۔ اتفاق یہ کہ عبداللہ ہی کے نام پر قرعہ نکلا۔ عبدالمطلب نے اب دس کے بجائے بیس اونٹ کر دیئے۔ یہاں تک کہ بڑھاتے بڑھاتے سو تک نوبت

پہنچی تو اونٹوں پر قرعہ آیا۔

عبدالمطلب نے ۱۰۰ اونٹ قربانی کئے اور عبداللہ بچ گئے۔

یہ واقعہ مؤرخ واقدی نے لکھا ہے اور ابن اسحٰق مؤرخ کا بیان ہے کہ اونٹوں کے معاوضہ کی تدبیر رووسائے قریش نے تجویز کی تھی۔

## حضرت عبداللہ کی شادی

حضرت عبداللہ قربانی سے بچ گئے تو عبدالمطلب کو ان کی شادی کی فکر ہوئی۔ قبیلہ زہرہ میں وہب بن عبدمناف کی صاحبزادی جن کا نام آمنہ تھا، قریش کے تمام خاندانوں میں ممتاز تھیں۔ وہ اس وقت اپنے چچا وہیب کے پاس رہتی تھیں۔ عبدالمطلب وہیب کے پاس گئے اور عبداللہ کی شادی کا پیغام دیا۔ انہوں نے منظور کرلیا۔ اور حضرت عبداللہ کا نکاح ہو گیا۔ اس موقع پر خود عبدالمطلب نے بھی وہیب کی دوسری صاحبزادی ہالہ سے شادی کی۔

حضرت حمزہؓ انہی ہالہ کے بطن سے ہیں۔ ہالہ رشتہ سے آنحضرت ﷺ کی خالہ ہوئیں۔ اور اس بنا پر حضور ﷺ کے چچا حضرت حمزہؓ آنحضرت ﷺ کے خالہ زاد بھائی بھی ہوئے۔

حافظ عبدالوحید الحنفی

## خاندان ہاشم کی شاخیں

ہاشم ایک بار تجارت کے لئے شام گئے۔ راستہ میں مدینہ منورہ ٹھہرے۔ وہاں خاندان بنی نجار میں سلمٰی نام کی خاتون سے شادی کی درخواست کی اور اس نے قبول کر لی۔ غرض نکاح ہو گیا۔ شادی کے بعد یہ شام چلے گئے۔ اور غزہ میں انتقال ہو گیا۔ سلمٰی کو اللہ نے بچہ دیا، جس کا نام شیبہ رکھا گیا۔

شیبہ نے ۸ سال تک مدینہ منورہ میں پرورش پائی۔ ہاشم کے بھائی جن کا نام مطلب تھا، ان کو یہ حالات معلوم ہوئے تو فوراً مدینہ منورہ روانہ ہوئے۔ وہاں پہنچ کر بھتیجے کی جستجو کی۔ سلمٰی نے ان کے آنے کا حال سنا تو بلوا بھیجا۔ تین دن مہمان رہے۔ چوتھے دن شیبہ کو ساتھ لے کر مکہ معظّمہ روانہ ہوئے۔ ان کی عمر ۸ برس کی تھی۔ یہاں آ کر ان کا نام عبدالمطلب پڑ گیا۔

(سیرت النبی مولفہ علامہ شبلی نعمانی ص ۱۶۷ جلد اول)

خادم اہل سنت حافظ عبدالوحید الحنفی

## تحقیق نسب نامہ

یہ واقعہ یقینی ہے کہ عدنان، حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی اولاد ہے۔ اور آنحضرت ﷺ عدنان کے خاندان سے ہیں۔

## خاندان قریش

☆ ...... آنحضرت ﷺ کا خاندان اگرچہ اباعن جد معزز اور ممتاز چلا آتا تھا۔ لیکن جس شخص نے اس خاندان کو قریش کے لقب سے ممتاز کیا، وہ نضر بن کنانہ تھے۔

☆ ...... بعض کے نزدیک قریش کا لقب سب سے پہلے فہر کو ملا۔ اور انہی کی اولاد قریشی ہے۔

نضر کے بعد فہر اور فہر کے بعد قصی نے نہایت عزت اور اقتدار حاصل کیا۔ قصی کے چھ بیٹے تھے۔

عبدالوحید الحنفی

## قریش کے خاندان قصی کی شاخیں

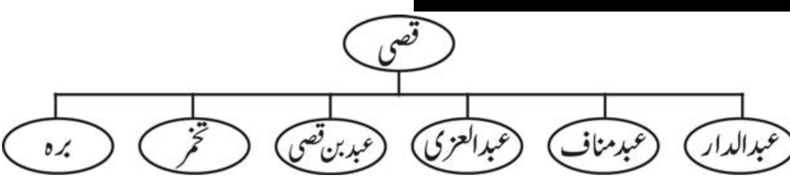


قصی نے مرتے وقت حرم محترم کے تمام مناصب سب سے بڑے لڑکے عبدالدار کو دیئے۔ لیکن قصی کے مرنے کے بعد قریش کی ریاست عبدمناف نے حاصل کی۔ اور انہی کا خاندان رسول اللہ ﷺ کا خاص خاندان ہے۔

# خاندان عبد مناف کی شاخیں

عبدمناف کے چھ بیٹے تھے۔ان میں سے ہاشم نہایت صولت اور بااثر تھے۔

اہل عرب زیادہ تر مشہور آدمیوں کے نام پر اکتفا کرتے تھے۔اور بیچ کی پیڑھیوں کو چھوڑ دیتے تھے۔اس کے علاوہ اہل عرب کے نزدیک چونکہ عدنان کا حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے خاندان سے ہونا قطعی اور یقینی تھا، اس لئے وہ صرف اس بات کی کوشش کرتے تھے کہ عدنان تک سلسلہ نسب صحیح طور سے نام بنام پہنچ جائے۔اوپر کے اشخاص کا نام لینا غیر ضروری سمجھتے تھے۔اس لئے چند مشہور آدمیوں کا نام لے کر چھوڑ دیتے تھے۔

(سیرت النبی از علامہ شبلی نعمانی جلد اول)

تاہم عرب میں ایسے محققین بھی تھے، جو اس فروگذاشت سے واقف تھے۔علامہ طبری نے تاریخ میں لکھا ہے کہ مجھ سے بعض نسب دانوں نے بیان کیا کہ میں نے عرب میں ایسے علماء دیکھے جو معد سے لے کر حضرت اسمٰعیل علیہ السلام تک ۴۰ پشتوں کے نام لیتے تھے۔اور شہادت میں عرب

عبدالوحید الحنفی

کے اشعار پیش کرتے تھے۔

اس شخص کا یہ بھی بیان تھا کہ میں نے اس سلسلہ کو اہل کتاب کی تحقیقات سے ملایا تو پشتوں کی تعداد برابر تھی۔ البتہ ناموں میں فرق تھا۔

(تاریخ طبری مطبوعہ یورپ جلد۳ ص ۱۱۸ بحوالہ سیرت النبی مولفہ علامہ شبلی نعمانی جلد اول)

اس مؤرخ نے ایک اور موقع پر لکھا ہے کہ شہر تدمر میں ایک یہودی تھا جس کا نام ابویعقوب تھا۔ وہ مسلمان ہوگیا تھا۔ اس کا بیان ہے کہ آرمیا پیغمبر کے منشی نے عدنان کا جونسب نامہ لکھا تھا وہ میرے پاس موجود ہے۔ اس شجرہ سے بھی عدنان سے لے کر حضرت اسمٰعیل علیہ السلام تک چالیس (۴۰) نام ہیں۔

خادم السنّۃ حافظ عبدالوحید الحنفی

## سلسلہ نسب پاک

آنحضرت محمد رسول اللہ ﷺ سے حضرت آدم علیہ السلام تک:

(۱) حضرت محمد ﷺ (۲) عبداللہ (۳) عبدالمطلب (اصل نام شیبہ) (۴) ہاشم (اصل نام عمرو تھا) (۵) عبدمناف (اصل نام المغیر ہ تھا) (۶) قصی (اصل نام زید تھا) (۷) کلاب (۸) مرۃ (۹) کعب (۱۰) لؤی (۱۱) غالب (۱۲) فہر (۱۳) مالک (۱۴) نضر (۱۵) کنانہ (۱۶) خزیمۃ (۱۷) مدرکۃ (اصل نام عامر تھا) (۱۸) الیاس (۱۹) مضر (خاندان مضر سے رسول

پاک ﷺ تھے) (۲۰) نزار (۲۱) معد (۲۲) عدنان (۲۳) اُدّ (بعض نے "ادد" لکھا ہے) (۲۴) مقوم (۲۵) ناحور (۲۶) تیرح (۲۷) یعرب (۲۸) یشجب (۲۹) ثابت (۳۰) حضرت اسمٰعیل علیہ السلام (۳۱) حضرت ابراہیم علیہ السلام (۳۲) تارح (تارح کا نام آزر تھا) (۳۳) ناحور (۳۴) ساروح (نام استرغ) (۳۵) ارعو (راعو) (۳۶) فالخ (۳۷) عیبر (نام عابر) (۳۸) شالخ (۳۹) ارفخشد (۴۰) سام (۴۱) حضرت نوح علیہ السلام (۴۲) لامک (۴۳) متوشلخ (۴۴) خنوخ (عرب کے ادعا کے مطابق یہی حضرت ادریس علیہ السلام ہیں، واللہ اعلم۔ اور یہی ادریس علیہ السلام حضرت آدم کی اولاد میں پہلے شخص ہیں جن کو نبوت عطا ہوئی اور جنہوں نے لکھنے کا طریقہ ایجاد کیا)[۱] (۴۵) یرد (۴۶) مہلیل (۴۷) قینن (۴۸) یانش (۴۹) شیث (۵۰) حضرت آدم علیہ السلام

(سیرت ابن ہشام جلد اول ص ۱۹ مؤلفہ محمد بن اسحٰق بن سیار المطلبی المولود ۸۵ھ التوفی ۱۵۱ھ

......بحوالہ دیلمی فی الفردوس عن ابن عباسؓ)

## حدیث

(۱) ......حضور ﷺ نے فرمایا: جبرائیل علیہ السلام مجھے خبر دیتے ہیں کہ میں قبیلہ مضر کا ایک فرد ہوں۔ (طبقات ابن سعد جلد اول ص ۳۷)

---

[۱]......مسند احمد بن حنبل عن ابی ذر، (۲) دیلمی فی الفردوس، (۳) ابن حبان فی الموارد

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید حنفی

(۲)......آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ہم فرزندانِ نضر بن کنانہ بھی اپنی ماں کو چھوڑنے والے نہیں اور نہ کسی غیر کو اپنا باپ بنانے والے ہیں۔
(طبقات ابن وعد جلد اول ص ۳۷)

## رسول اللہ ﷺ کی عمر مبارک

☆ ۱۲ ربیع الاول ۱۰ھ ٹھیک اسی روز جس روز کہ آپ ﷺ مدینہ میں ہجرت کر کے آئے تھے، آپ ﷺ نے وفات پائی۔ اس طرح آپ ﷺ نے پورے دس (۱۰) سال ہجرت میں زندگی بسر کی۔
(تاریخ طبری جلد دوم ص ۴۱۵)

☆ حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ چالیس سال کی عمر میں آپ ﷺ کو نبوت عطا ہوئی۔ تیرہ سال آپ نے مکہ میں بسر کئے اور دس سال مدینہ میں۔ اور تریسٹھ (۶۳) سال کی عمر میں وفات پائی۔

☆ عبداللہ بن ابی بکر بن محمد بن عمر بن حزم کے باپ سے مروی ہے کہ ۱۲ ربیع الاول دوشنبہ (پیر) کے دن رسول اللہ ﷺ نے وفات پائی۔ اور بدھ کے دن آپ ﷺ دفن کئے گئے۔ اس سلسلہ میں حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ بدھ کی شب میں آپ ﷺ کو دفن کیا گیا۔ اور ہمیں پھاوڑوں کی آواز سے یہ بات معلوم ہوئی کہ اب آپ ﷺ کو دفن کیا جا رہا ہے۔
(تاریخ طبری جلد دوم ص ۴۱۶)

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

# جمال وکمال نبوی اور مقام محبوبیت

بخاری شریف کی حدیث ہے کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا:

**لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْهِ مِنْ وَّالِدِهٖ وَ وَلَدِهٖ**

ترجمہ: (یعنی) اس وقت تک تم میں سے کوئی آدمی کامل الایمان نہیں ہوتا، جب تک کہ وہ اپنے والد اور والدہ سے بھی زیادہ حضور ﷺ کے ساتھ محبت نہ رکھے۔ (بخاری شریف باب حب الرسول ﷺ)

مولانا قاضی مظہر حسین صاحبؒ لکھتے ہیں:

خادم اہلسنت عبدالوحید الحنفی

۱۳۵۸ھ کے دورۂ حدیث کے دوران درس بخاری میں مندرجہ حدیث کے تحت شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب مدنیؒ نے یہ تقریر فرمائی تھی، جو میں نے اس وقت قلم بند کر لی تھی:

''اس سے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ والد و ولد کے علاوہ دوسروں سے بھی جناب رسول اللہ ﷺ کی محبت زیادہ ہونی چاہیے۔ لیکن حضرت انسؓ کی روایت میں ''وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ'' بھی فرمایا گیا ہے۔ اور والد و ولد کی تخصیص اس لئے کی گئی تھی کہ ان دونوں سے محبت طبعی بہت زیادہ ہوتی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جب اس حدیث کو سنا تو عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ مجھ کو سب چیزوں سے زیادہ محبوب ہیں ''الا نفسی''۔ تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا: جب تک اپنے نفس (یعنی

ذات) سے بھی مجھ سے محبت زیادہ نہ ہو گی، ایمان کامل نہ ہو گا۔ اس کے بعد حضرت فاروقؓ نے عرض کیا کہ اپنے نفس سے بھی آپ زیادہ محبوب ہیں۔

یہاں پر اشکال یہ پڑتا ہے کہ تکلیفات امور اختیاریہ میں ہوتی ہیں۔ اور محبت اختیاری نہیں ہے۔ لہٰذا اس پہ تکلیف کیسی؟ **"لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا"**۔ اس کا جواب یہ ہے کہ مراد یہاں محبت سے، محبت طبعیہ نہیں جو عبارت ہے۔ **میلان القلب الیٰ شیء** (دل کا کسی چیز کی طرف میلان ہونا)۔ بلکہ یہاں پر محبت عقلیہ مراد ہے۔ جس میں آدمی اپنا نفع نقصان سوچ لے۔ تو مراد یہ ہو گی کہ جناب رسول اللہ ﷺ کی اطاعت سب سے زیادہ کی جائے۔ اور اطاعت رسول ﷺ کو سب کی اطاعت پر مقدم سمجھے۔ کیوں کہ عقل سب سے زیادہ نافع چیز کو مقدم سمجھتی ہے۔ اور مریض کو دوا سے محبت طبعی نہیں ہوتی بلکہ عقلی ہوتی ہے۔ اور جناب رسول اللہ ﷺ کی اطاعت میں جتنا نفع ہے، اتنا کسی کی اطاعت میں نفع نہیں ہے۔ تو محبت کنایہ ہے اطاعت وفرمانبرداری سے۔ جیسا کہ فرمایا:

**لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى يَكُوْنَ هَوَاهُ تبعًا لِمَا جِئْتُ بِهٖ**

(یعنی) اس وقت تک تم میں سے کوئی آدمی کامل الایمان نہیں ہوتا جب تک کہ وہ اپنی خواہش کو میری لائی ہوئی شریعت کے تابع نہ کر دے۔

حافظ عبدالوحید الحنفی

اور دوسری جگہ فرمایا گیا ہے کہ مومن مثل انف جمل کے ہے، جس کے ناک میں نکیل ہوتی ہے۔ مومن کو بھی بلا چون و چرا حکم رسول اللہ ﷺ کی اطاعت و اتباع کرنی چاہیے۔

(۲) اور ہوسکتا ہے کہ یہاں محبت ایمانی مراد لی جائے۔ یعنی ایمان کی وجہ سے آنحضرت ﷺ سے جو محبت پیدا ہوتی ہے، وہ سب کے اُوپر غالب آ جائے۔ اس میں جناب رسول اللہ ﷺ کی تعظیم و اجلال ہوگی۔

(۳) مراد یہاں پر محبت طبعی ہے۔ اس پر یہ اشکال پڑتا ہے کہ طبعی محبت موقوف ہوتی ہے اطلاع پر۔ اگر ہم کسی شخص کو جانتے ہیں کہ ہمارا بھائی وغیرہ ہے، تو طبیعت کا خود بخود میلان پیدا ہوتا ہے۔ شیر کو شیر جانو تو خوف پیدا ہوتا ہے اور اگر اس کو گدھا جانو تو خوف نہیں ہوگا۔

محبت طبعی کے اسباب عالم میں چار پائے جاتے ہیں: (۱) جمال، (۲) کمال، (۳) احسان، (۴) قرب۔ جمال کی بنا پر محبت ہونا تو ظاہر اور کھلی ہوئی چیز ہے۔ حتیٰ کہ حیوانات میں یہ چیز پائی جاتی ہے۔ پروانے کو شمع پر اور بلبل کو گل پر جمال ہی کی بنا پر محبت ہے۔ اور جمال دونوں قسم کا ہے، جمال جسمانی اور جمال روحانی۔ اور کمال بھی سبب محبت ہے۔ ع

کسب کمال کن کہ عزیز جہاں شوی

خادم اہلسنت عبد الوحید الحنفی

اسی طرح احسان سبب محبت بنتا ہے۔ کہا جاتا ہے: **"الانســان عبد الاحســان"** (یعنی انسان احسان کی وجہ سے تابع ہوجاتا ہے)۔ اور قرب جسمانی بھی سبب محبت ہے، خواہ دونوں ایک دوسرے کے ٹکڑے ہوں یا دونوں کسی تیسرے کے ٹکڑے ہوں۔ قرب بھی دونوں قسم کا ہے: جسمانی اور روحانی۔

باپ بیٹے اور بھائیوں کی محبت قربِ جسمانی کی بنا پر ہے۔ اور مرید و مرشد کا تعلق قرب روحانی کی بنا پر ہوتا ہے۔ بہرحال یہ چاروں اسباب محبت ہیں۔ اگر کسی میں یہ چاروں اسباب پائے جائیں تو اس سے تو کامل درجے کی محبت ہوگی۔ جناب سید المرسلین ﷺ کا مرتبہ ان چاروں کے اندر بعد خدا تعالیٰ کے سب سے بڑھا ہوا ہے۔ آپ کا جمال جسمانی کامل واکمل درجے کا تھا۔ روایت آتی ہے، حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ چاند سے حضور ﷺ کا چہرہ مبارک زیادہ روشن اور خوب صورت تھا۔ نیز ایک صحابی فرماتے ہیں: **"کـان الشمس تجری غی وجهه"** (گویا کہ سورج آپ کے چہرہ پر روشن ہے)۔ ایک صحابی سے ایک شخص نے پوچھا کہ حضور ﷺ کا چہرہ کیسا تھا؟ **"اکـان وجه رسول الله صلی الله علیه وسلم مثل السیف قال لا بـل مثـل القمر"** (کیا رسول اللہ ﷺ کا چہرہ مثل تلوار کے تھا؟ تو انہوں

خادم اہلسنت عبدالوحید الحنفی

نے فرمایا: نہیں! مثل چاند کے تھا)۔ قاضی عیاضؒ نے شفاء میں ایک روایت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نقل کی ہے کہ جب مجھ کو اندھیری رات میں سوئی میں تاگا ڈالنے کی ضرورت ہوتی تھی تو آپ کے چہرۂ انور کے پاس جا کر سوئی میں تاگا ڈال لیتی تھی۔ (یعنی یہ جلوہ کبھی کبھی ہوتا تھا)۔ باقی جمال روحانی بھی آپ میں اکمل درجے کا تھا۔ اور کمال بھی سب سے زیادہ تھا۔ اور احسان دنیوی یا دینی ہم پر بہت زیادہ ہے۔ دنیوی احسان جناب رسول اللہ ﷺ کا یہ ہے کہ عرب جہالت وفقر وغیرہ دیگر کمزوریوں میں پڑے ہوئے تھے۔ حضور ﷺ نے ان کو تاج وتخت کا مالک بنا دیا۔ اور آخرت کا احسان **نجات من غضب اللہ** اور **من النار** ہے۔ اگرچہ اس کا مشاہدہ ہم نے نہیں کیا لیکن اس پر قرائن پائے جاتے ہیں۔ اور قرب جسمانی گو دُور ہے لیکن قرب روحانی حضور ﷺ کا سب سے زیادہ ہے۔

**اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ** (سورۃ الاحزاب آیت ٦)

اولیٰ سے مراد اقرب باعتبار روحانیت کے ہیں۔ نیز فرمایا:

**مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِجَالِکُمْ وَ لٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ** (سورۃ الاحزاب آیت ٤٠)

اس میں بتلایا گیا کہ رسول اللہ ﷺ ہونے کی وجہ سے تمام امت کے

لئے آپ کی ابوت روحانی ہے اور خاتم النّبیین سے آپ کی ابوت روحانی ہے تمام انبیاء کے اعتبار سے۔ نیز فرمایا گیا:

اِنَّمَا اَنَا قَاسِمٌ وَاللّٰہُ یُعْطِیْ (مستدرک حاکم، الصحیحہ البانی حدیث ۱۶۲۸)

ترجمہ: میں تقسیم کرنے والا ہوں اور اللہ تعالیٰ دینے والا ہے۔

یہاں قاسم کا مفعول بغرض تعمیم نہیں ذکر کیا گیا۔ لہٰذا قاسم سے مراد قاسم کل کمال ہوگا۔ صوفیائے کرام کہتے ہیں کہ حقیقت محمدیہ استفادہ کرتی ہے وجود و دیگر کمالات کا ذات باری تعالیٰ سے اور باقی تمام مخلوق استفادہ کرتی ہے آنحضرت ﷺ سے حتی الوجود اور واسطہ درمیان خالق اور دوسری مخلوق کے حقیقت محمدیہ ہے۔ اور یہی ان کے نزدیک عقل اول ہے۔ تو ان چاروں اسباب کا بطریق اکمل اگر حضور ﷺ کی ذات مبارک میں تحقق ہے تو محبت طبعی بھی بہت زیادہ ہوگی۔ لیکن جب تک رسول اللہ ﷺ کے یہ چاروں اسباب کاملہ ہماری آنکھوں سے اوجھل ہیں، ہم میں محبت پیدا نہیں ہوتی۔ لیکن جب ان امور کا ہم پر انکشاف ہو جاتا ہے اور حجاب زائل ہوتا ہے تو جناب رسول اللہ ﷺ سے بہت زیادہ محبت بلکہ عشق تک نوبت پہنچ جاتی ہے۔ خود صحابہ کرامؓ کا عشق اور ان کی فدائیت آنحضرت ﷺ پر اس چیز پر عظیم الشان دلیل ہے۔ باوجود اس کے کہ وہ قوم کوئی متمدن قوم نہ تھی لیکن اس تئیس (۲۳) سال کے زمانہ نبوت میں صحابہ کرامؓ کے قلوب میں عشق

امام اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

حضورﷺ کامل درجے کا پیدا ہو گیا۔ اور حضورﷺ کے وصال کے بعد بھی جب تک جان میں جان باقی رہی تو آپ پر پروانہ وار نثار رہے۔ حضرت حسن بصریؒ سے صحابہ کرامؓ کی حالت و تعلق بالرسولﷺ پوچھی گئی تو انہوں نے فرمایا کہ اگر تم صحابہ کرامؓ کی حالت کو دیکھتے تو تم ان کو دیوانہ سمجھتے اور اگر صحابہؓ تمہاری حالت کو دیکھتے تو وہ تم کو زندیق اور ملحد سمجھتے۔ اور صحابہ کرامؓ کو اس قدر شغف اور محبت اس بنا پر تھی کہ جناب رسول اللہﷺ میں محبت کے اسباب اکمل طور پر موجود تھے۔ جو محبت مجنوں کو لیلیٰ سے اور شیریں کو فرہاد اور پروانہ کو شمع سے ہوتا ہے، اس سے زیادہ تر محبت حضرات صحابہؓ کو جناب رسول اللہﷺ سے تھی۔ جس پر صحابہؓ کی زندگیاں شاہد ہیں۔ اور یہ قاعدہ ہے کہ جب کسی سے محبت ہو تو محبوب کے طریقے کو اختیار کیا جاتا ہے۔ اسی لئے صحابہ کرامؓ کامل طور پر متبع سنت تھے۔ جو لوگ آج کل شکل وغیرہ تو کرزن کی بناتے ہیں، لباس اغیار کا پہنتے ہیں اور باوجود اس کے کہتے ہیں کہ ہم کو حضورﷺ سے محبت ہے، یہ لوگ جھوٹے ہیں"۔

(درس بخاری حضرت مدنیؒ ۲۵ ربیع الاول ۱۳۵۸ھ)

## دعوت فکر

مولانا قاضی مظہر حسینؒ، قائد اہل سنت لکھتے ہیں:

ولادتِ نبوی کے سلسلے میں پہلے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ تاریخ ولادت

میں مورخین کا اختلاف ہے۔ اور پھر اہل سنت اور اہل تشیع کے مابین بھی اس میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ اور گو عام طور پر ۱۲ ربیع الاول تاریخ ولادت مشہور ہو چکی ہے، لیکن یقین سے کسی تاریخ کا تعین نہیں کیا جا سکتا۔ جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ دورِ رسالت اور دورِ صحابہ کرامؓ اور دورِ خلافت راشدہ میں سال بہ سال ولادتِ نبوی کو بطور عید منانے کا رواج نہ تھا۔ اگر اس زمانے میں ولادتِ نبوی منانے کے لئے کوئی دن مخصوص ہوتا تو پھر مورخین تاریخ ولادت کے بارے میں مختلف اقوال کیوں کر پیش کر سکتے تھے۔ دراصل شریعت کے اپنے اصول اور ضوابط ہوتے ہیں۔ شریعت میں کسی بڑی سے بڑی شخصیت کی ولادت و وفات کو بطورِ عید یادگار منانے کا کوئی ثبوت نہیں ملتا۔

(۲) رسول کریم رحمۃ للعالمین خاتم النّبیین ﷺ ساری کائنات سے افضل ہیں۔ قیامت تک شب و روز اہل ایمان پر آپ کے حقوق لازم قرار دیئے گئے ہیں۔ کلمہ اسلام لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کے ساتھ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ کا اقرار پایا جاتا ہے۔ پانچوں وقت اذان میں اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کے ساتھ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدً رَّسُوْلُ اللّٰہ پکارا جاتا ہے۔ نماز میں تشہد میں آپ ﷺ پر درود پڑھا جاتا ہے۔ تلاوت قرآن میں بار بار آپ کا تذکرہ آتا ہے۔ وعظ اور تبلیغ میں آپ کی سنت و شریعت اور آپ کے محاسن و کمالات کا

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

بیان ہوتا ہے۔ بہرحال مومن کی زندگی میں کوئی ساعت ایسی نہیں ہے جو عظمت رسالت سے وابستہ نہ ہو۔ اس لئے محض سال کے بعد آپ ﷺ کی یادگار منانے کی کوئی ضرورت ہی نہیں رہتی۔ لیکن غیر اقوام کی دیکھا دیکھی مسلمانوں میں بھی بعض رسوم کے تحت ولادتِ نبوی کا دن منانے کا رواج پڑ گیا ہے۔

(۳) ۱۲ ربیع الاول کے جلوس میلاد کو اب ضروری قرار دیا جا رہا ہے۔ تارک صوم وصلوٰۃ کو تو عموماً ملامت نہیں کی جاتی لیکن جو مسلمان جلوسِ میلاد میں شریک نہ ہو اس کو ہدف ملامت بنایا جاتا ہے۔ حالانکہ نہ یہ فرض ہے، نہ واجب، نہ سنت۔

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

(۴) جلوس تو ہمیشہ اس قائد اور لیڈر کا ہوتا ہے جس کی قیادت میں کوئی جلوس نکلتا ہے۔ اور میلاد النبی کا جلوس بھی دراصل انہی علماء اور قائدین کا ہوتا ہے جو اس کی قیادت کرتے ہیں۔ اور پھر جلوس میں ہر قسم کے لوگ شامل ہو جاتے ہیں۔ اور ایسے افعال کا مظاہرہ کرتے ہیں جو سنت مصطفوی اور شریعت محمدی ﷺ کے خلاف ہوتے ہیں۔ حالانکہ جس جلوس کی نسبت حضور رحمۃ للعالمین ﷺ کے ساتھ ہو اس میں انتہائی احتیاط کی ضرورت ہوتی ہے کہ کوئی فعل خلاف سنت و شریعت سرزد نہ ہو۔ اور جلوسوں میں اس قسم کی احتیاط برقرار رکھنا بہت مشکل ہے۔

(۵) اہل تشیع نے حب حسینؓ کے نام پر ماتمی جلوسوں کی ابتداء کی لیکن اب وہ ایک کھیل تماشا اور ماتمی فنکاری کے دلچسپ مظاہرے بن گئے ہیں۔ اس لئے ہماری دیانت دارانہ رائے یہ ہے کہ ان جلوسوں کے بجائے وعظ و تبلیغ کے اجتماعات قائم کئے جائیں (کیوں کہ تبلیغ و اصلاح تو مامور بہ ہے، جس کا تعلق ساری زندگی سے ہے)۔ اور جس میں آنحضرت ﷺ کی سیرت طیبہ اور آپ ﷺ کے کمالات و معجزات، آپ کے فیوض و برکات کا بیان ہو، تا کہ سنی مسلمان وہ صراط مستقیم اور دینی راہ حق اختیار کر سکیں جو اصحابؓ رسول ﷺ نے آنحضرت ﷺ کی اتباع میں اختیار کیا تھا۔ اور رحمۃ للعالمین ﷺ کے معجزانہ ارشاد "**مَا اَنَا عَلَيْهِ وَاَصْحَابِیْ**" کا بھی یہی عظیم مقصد ہے۔

**و باللّٰہ التوفیق و صلی اللّٰہ تعالٰی علٰی خیر خلقہٖ سیّدنا محمّد و علٰی اٰلہٖ و صحبہٖ و بارک و سلّم**

(ماہنامہ حق چار یارؓ ج ۲ ش ۳ ربیع الاول ۱۴۱۰ھ اکتوبر ۱۹۸۹ء)

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ اَوَّلًا وَّ اٰخِرًا وَالصَّلٰوۃ وَالسَّلَامُ عَلٰی نَبِیِّهٖ دَائِمًا وَ سَرْمَدًا

☆☆☆☆

اسلامی لٹریچر اور کتب کی بہترین کمپوزنگ اور پرنٹنگ کے لئے، نیز ہر قسم کے اشتہارات اور ایڈورٹائزنگ کے لئے رجوع کریں
النور مینجمنٹ ڈب مارکیٹ پنوال روڈ چکوال 0334-8706701، zedemm@yahoo.com

خادم اہل سنت حافظ عبدالوحید الحنفی